Registered
L No. 89.

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۶) مطبوعہ ۱۷- نومبر ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

۶ تاریخ کی رات کو انگلو جاپانی عہد نامہ کی یادگاری میں لارڈ لنسڈون صاحب کو ایک ضیافت دیگئی - **فنلنڈ** میں سٹرائیکس اب موقوف ہو گیا ہے - اوڈیسہ میں کل ۹۶۴ آدمی مارے گئے - **مسٹر آرنلڈ فوسٹر** کہتے ہیں کہ نو سال کے لئے ۲۰۰۵۱ آدمی پیادہ فوج میں بھرتی کئے گئے ہیں مگر بلا کسی خاص صورت کے سپاہ کی کمی ۱۹۰۶ء سے ۱۹۰۷ء تک اور ۱۹۰۷ء سے ۱۹۰۸ء تک قریب ۵۵۰۰ ہو جائیگی اور اسکے بعد بتدریج گھٹتی جائیگی - **قیصر** نے میکاڈو کو چھ سفکی سانڈ گھوڑے برائے ترقی نسل اسپان نذر کئے ہیں - **۱۹۰۵ء** پنجاب پولو ٹورنامنٹ بڑے دن کے ہفتہ میں لاہور میں ہوگا - **گزٹ** ہو گیا ہے کہ مسٹر ایچ - سی - وڈمن جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بنگال کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں - **کشنف** کے جیلخانہ کے قیدیوں نے ۱۳ نومبر کی شام کو بغاوت کی اور جیلخانہ کو آگ لگادی - لشکر موقع پر پہنچا اور بندوقوں سے ۲۲ آدمیوں کا کام تمام کر دیا اور بہت سے زخمی ہوگئے - **روس** میں مقدس سنڈ نے روسی رعایا کو ایک ایڈرس دیا اور التجا کی کہ منتظمان اراضی اور یہودیوں پر حملہ کرنے اور انکو قتل کرنے سے باز آجاؤ اور دیس میں امن اور شانتی پھیلاؤ - **تمام** پولنڈ میں مارشل لا کا اعلان دیا گیا ہے جہاں کے حکام کو بغاوت کا خدشہ تھا - **پولنڈ** کی ڈپوٹیشن کو کاؤنٹ ڈی وٹی نے جواب دیا کہ میں خود مختار حکومت کا پورا پورا حامی ہوں مگر پولیٹیکل خود مختار حکومت کا مخالف ہوں - **سینٹ پیٹرز برگ** میں جو مزدوروں کی کونسل ہے اس کے ڈیلیگیٹ یہودیوں کی حفاظت اور حمایت کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں - **ملکہ** انگلنڈ نے ۲ ہزار پونڈ بے روزگاروں کے فنڈ میں دیا ہے اور ملک کے تمام اہل دولت سے اپیل کی ہے کہ انکو سردی اور بھوک سے مرنے سے بچاویں - **لارڈ میئر** نے مسٹر بلفور سے التجا کی ہے کہ انگلستان کے بیکاروں کے لئے منشن ہوس فنڈ کھولا جاوے - **ڈاکٹر نینسن صاحب** اہل ناروے کی طرف سے لنڈن میں وزیر مقرر ہوئے ہیں - **لنڈن** روتھشیلڈس اور نیویارک جیکب شیف نے دس دس ہزار پونڈ روسی یہودیوں مصیبت زدوں کی امداد کے لئے لنڈن فنڈ میں بھیجا ہے - **روپیہ** انکو برٹش کونسلوں کے ذریعے تقسیم ہوگا جنکو لارڈ لینسڈون نے مقرر کیا ہے - **کشنف** کے حکام نے یہودیوں کے خلاف دیدہ دانستہ ایک جتھا تیار کیا اور انکو پناہ دیدی ہے کہ وہ دو دن تک انکا قتل عام کریں - اس سے ۵۸ یہودی قتل اور ۱۲۰ مجروح ہوئے - **گروہ** نے اسماعیل پر گیارہ یہودیوں کو جو گھاس کے انبار میں چھپے ہوئے تھے زندہ جلا دیا - اور قریب ۵۹ یہودی مقام کلارش میں قتل ہوئے - **گرانڈ ڈیوک** ولادیمیر نے سینٹ پیٹرز برگ کے فوجی علاقہ کی حکومت سے استعفا دیدیا ہے - اور اس کا استعفا منظور ہو گیا ہے - **۹ نومبر** کو کلکتہ کے جنرل پوسٹ آفس کے دو سو آدمیوں کے جتھے نے کام چھوڑ دیا ہے - **لارڈ کرزن** کو بمبئی کی طرف سے الوداعی دعوت ۱۶ نومبر جمعرات کو دی جائیگی - **ٹکٹ** والے لفافوں سے گول ٹکٹ کاٹ کر دوسرے پیکٹ پر لگانے سے پیچھے وہ ہیرپھیر نہیں ہوگا - **بحر الکاہل** میں جاپانی تجارت بعد نشو و نما پائے گی - امریکہ کو اتفاق کرنا یا رقابت سہنا ہوگا - **سمرو ز** نام اسپین کا جنگی جہاز ڈرگنڈر چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوا - لیکن ملاح بچائے گئے ہیں - **رنگون** میں دیسی سرمائے سے ایک دخانی جہاز کی کمپنی بنی جو کلکتہ تک مسافروں کو لائے لے جائیگی - **ٹومارالینڈ** میں ۴۰ ہاٹن ٹاٹ سے شکست کھا کر جرمن کے ۳ افسر ۱۵ سپاہی قتل ۲۰ زخمی کئے گم ہو گئے - **جرمن** مشرقی افریقہ کے گورنر نے بغاوت فرو کرنے کو ۲۰۰۰ فوج ناگلی مقامی طور پر بھرتی کرلیگے - **روس** میں اصلاحوں کی منظوری پر کمال پرجوش خوشیاں ہو رہی ہیں امرا کا زور اٹھ گیا - **سب** خوش ہیں کہ مطلق العنانی کا طریقہ شخصی حکومت ہمیشہ کے لئے ترک کیا گیا - بند و جاصل کیا ہے - **گورنر** اڈیسہ محلات سے نکلے اور جم غفیر کو مبارک دی کہ خاطر خواہ اصلاحیں منظور ہو گئیں - **جم غفیر** نے مطالبہ کیا کہ تمام پولیٹیکل قیدی چھوڑ دیئے جائیں اور کاسک موقوف کئے جائیں - **کلکتہ** میں لپٹ صاحب کے کارخانے کے تمام ملازم الگ ہو گئے ایک کی سخت بدمزاجی پر (رفاہ عام) - **ہندوستان** میں چیف آف دی سٹاف کے عہدے پر جنرل بوچمپ ڈف مقرر ہوں گے - **گورنمنٹ** مدراس نے شہزادہ ویلز کی تیاریوں کے لئے دس ہزار منظور فرمایا ہے - **گورنمنٹ ہند** نے روپیہ سکوک کرنے کو پچھلے ہفتہ ۰ لاکھ تولہ چاندی خریدی - **کائف** میں تین دن تین رات یہودیوں کے محلے لوٹے گئے قتل عام میں کچھ کسر نہ رکھی - **لارڈ کرزن** بوجہ علالت المعدہ جا سکے - **حیدرآباد** سندھ میں ایک جعلی سکہ بنانے والہ گرفتار کیا گیا ہے

ایڈیٹوریل نوٹس

سب انسان بھائی ہیں۔ یورپ کا پنڈت کمسملر اپنی کتاب سائنس اف لینگویج کے صفحہ ۱۳۳ میں اس خیال کے ماخذ کی بابت یوں رقمطراز ہیں۔

"جبتک کہ لفظ بربری بنی آدم کی لغات سے نکال نہ دیا جاوے۔ اور جبتک کہ دنیا کی تمام قوموں کو یہہ تصور نہ کیا جائے کہ وہ سب ایک ہی جنس لو قسم کے ممبر ہیں تب تک ہم اپنے علم کے ابتدا کی بھی امید نہیں کر سکتے۔ یہہ تبدیلی مسیحیت نے پیدا کر دی۔ ہندوؤں کی نظر میں ہر ایک آدمی جو دو جنمی نہیں وہ ملیچھ ہے یونانیوں کے سامنے ہر ایک شخص جو یونانی نہیں بولتا وہ بربری کہلاتا تھا۔ یہودیوں کے خیال میں ہر ایک نامختون شخص غیر قوم ہے۔ محمدی کے لئے ہر ایک شخص جو محمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا کافر ہے یا بےایمان یا گبر یا آتش پرست ہے۔ مسیحیت ہی نے سب سے پہلے یہودی اور غیر قوم یونانی اور بربری سیاہ اور سفید کے درمیانی دیوار کو توڑ ڈالا۔ انسانیت ایک ایسا لفظ ہے جسکی تلاش افلاطون یا ارسطاطالیس کی تصنیفات میں کرنی لاحاصل ہے۔ بنی نوع انسان کا بطور خدا کے فرزندوں کے ایک ہی خاندان سے ہونے کا تصور یہی ہے اور بنی آدم کا علم اور بنی آدم کی زبانوں کا علم وہ علم ہے جو بلا مسیحیت کے وجود میں نہ آسکتا تھا۔ جب لوگوں کو یہہ تعلیم ملی کہ اجکل آدمیوں پر مثل برادران کے نظر کرنی چاہئے تب ہی تو انسانی بولی کی اقسام کا مسئلہ ژرف نگاہی سے دیکھنے والوں کی نظروں میں واجب العمل ہو گیا۔ لہذا میں علم الزبان کی ابتدا کی تاریخ کا آغاز پنتیکوست کے دن سے قرار دیتا ہوں جبکہ بٹی ہوئی زبانوں کے اُس دن کے بعد سے ایک نئی روشنی دنیا پر منتشر ہو رہی ہے اور وہ باتیں معرض ظہور میں آ رہے ہیں جو قدیم اقوام کی نظروں سے مستتر تھے۔ پرانے الفاظ کے نئے معنے پرانے مسائل کی نئی دلچسپی اور پرانے علوم نے نئے مقاصد کا لباس پہن لیا ہے"۔

آریاؤں اور سناتن دھرمیوں کا مباحثہ

۱۰ نومبر کی شام کو ۸ بجے کے قریب یہاں پر شرادھ کے بارے میں جمعدار یا کے قریب ان دونوں ہندو فریقوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔ لوگوں کا اژدحام قریب ۷-۸ ہزار آدمیوں کا ہوگا۔ مباحثہ میں ہمارے معزز بھائی مان سنگھ صاحب بیرسٹر ایٹ لا صدر مجلس تھے۔ بعد بڑی ردوکد کے یہہ قرار پایا کہ آریہ سماج پہلے سوال کرے اور آخر میں بھی انہیں کی باری ہو۔ سوال آریہ سماج کی طرف سے یہہ تھا ویدوں میں الفاظ شرادھ اور پتر کے دکھلاؤ۔ پتر کسکو کہتے ہیں؟ کیا روح کو یا جسم کو یا روح اور جسم کے تعلق کو کہتے ہیں؟ اگر جسم کو کہتے ہیں تو وہ جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو شرادھ کس کا ہوا۔ اگر روح کا کہتے ہیں تو وہ اپنے کرموں کے انوسار کسی جونی میں جا کر سکھ یا دکھ بھوگتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ آریاں کی طرف سے پنڈت گنپتی شرما تھے۔

سناتن دھرم کی طرف سے پنڈت جگت پرشاد تھے جو اپنے آپکو تمام سنسکرت کا عالم اور دنیا میں بے مثل اور چاروں ویدوں اور تمام سنسکرت دینی کتابوں کا حافظ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے شکم مادر ہی میں جبکہ ابھی چار ماہ ہی کا جنین تھا۔ پنڈت جی نے سنسکرت پڑھ پڑھ کر اپنی سنسکرت دانی کی وہ داد دی کہ لومڑی کی طرح وہ وہ ناچ گئے اور وہ وہ کلول کئے کہ بے محابا ہنسی آتی تھی۔ مگر جواب ان سوالوں کا مطلقاً نہ آیا۔ پنڈت گنپتی شرما نے بار بار اسی بات کی اپیل اُن سے کی کہ ہمارے سوالوں کا جواب دو مگر کہاں۔ ادھر اودھر کی ٹوٹی پھوٹی سنسکرت عبارتیں سنا کر پبلک کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہا۔ مگر تا بہ کے۔ سانچ کو آنچ ہی نہیں جب آریہ پنڈت نے وید بھیجا کہ لو۔ اسمیں سے جہاں چاہو لفظ شرادھ نکال دو۔ تو ہم ہارے اور تم جیتے تو آ سناتن دھرم کیطرف سے شور و غل شروع ہوا اور تمام مجمع میں سخت کھلبلی مچ گئی۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ۔ ادھر سے سناتن دھرم کی جے کا نعرہ بلند اور لوگوں کا فغان آسمان تک اٹھ رہا تھا۔ مگر ادھر آریہ سماج کیطرف ایک گونہ شانتی اور اطمینان ظہور میں آیا۔ آخر کار ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے اس خوف سے کہ مبادا بلوا ہو جاوے دونوں پارٹیوں کو رخصت ہونیکی فہمایش کی اور سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے

اس کے بعد ایک دو دن تک لوگ جوق جوق پنڈت گنپتی شرما کیطرف سے اور خود بھی پنڈت جگت پرشاد کے پاس جاتے اور یہہ کہتے رہے کہ ابھی بھی ویدوں میں سے لفظ شرادھ دکھلا دو تو ہم دو سو روپیہ یا ہزار روپیہ دینگے۔ وغیرہ وغیرہ باتیں اور اصلاح ہوتے رہے مگر سب بے سود ہوا۔

ہماری رائے میں بازی پوری پوری طور پر آریہ سماج کے ہاتھ آئی۔ دراصل آریہ سماج راستی پر تھے۔ پنڈت گنپتی شرما کی شانتی طبیعت اور بردباری اور حلیم الطبعی اور راستی پسندی اور بے رو رعایت لکچر دینے اور سوال کرنیکی تعریف کرتے ہیں۔

روس کا نیا وزیر جنگ۔ چند سالوں کا عرصہ گذرا ہو کہ پروٹسٹنٹ لوگ روس میں اعلیٰ درجہ کی ملازمت نہیں پا سکتے تھے مگر جاپان کے ساتھ جنگ کرنے سے اُس نے ایک سبق حاصل کر لیا ہو اور اسکو اس امر کی ضرورت محسوس ہو گئی ہے کہ وزیر جنگ ایک پروٹسٹنٹ شخص ہونا چاہئے نہ کہ ایک سچ یا رومن کیتھلک اور اگر پروٹسٹنٹ اور جرمن افسران کی ایسی غیر متناسب تعداد جنگ میں موجود نہوتی تو جنگ کی صعوبت اور بھی زیادہ ہوتی۔ اس خیال سے روس نے جنرل ریڈیگر کو جو جرمن اصل سے ایک پروٹسٹنٹ مسیحی ہو۔ اپنا وزیر جنگ مقرر کر لیا ہے۔

حقیقی پالٹیکس

پالٹیکس ایک انگریزی لفظ ہے جس کے معنی علم الحکومت ہے۔ اور یہہ علم الحکومت مقتضی حاکم اور محکوم کا ہے۔ جب محکوم ایک سے زیادہ ہیں تو وہ سوسائیٹی کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ سوسائیٹی اور حاکم کے باہمی تعلق اور ربط و ضبط کے علم کا نام علم الحکومت ہے۔ ہر قسم کی جمہور خواہ نیک ہو خواہ بد ملکی ہو یا تمدنی۔ اخلاقی ہو یا مذہبی۔ سب سوسائیٹی ہے اور اسمیں علم الحکومت کا ہونا ضروری ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر اصول پالٹیکس عوام سے میل جول ہے۔ دنیا کی تاریخ دینی و دنیاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر درجہ اور قسم کی سوسائیٹی کے افسروں اور لیڈروں نے ایسی باہمی اور بلا امتیاز میل جول سے دلوں کو جیتا۔ اپنی حسب منشا نتائج پیدا کئے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ ملک اور سوسائیٹی کی بہبودی کی۔ اچھا نام پیدا کیا۔ فی زمانہ بھی یہی اصول ضروری اور مفید ہے۔ اور جو لوگ اس پر کاربند ہوتے ہیں انکی رعایا انپر جان نثار ہوتی ہے۔ انکو عزت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ اس کی جدائی ایک دم گوارہ نہیں کرتی اور ہر طرح سے اپنے حاکم کے فرمانبردار رہتی ہے۔ یہی اصول امریکہ کے پریزیڈنٹ روزولٹ صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اُس کا وطیرہ ہے کہ۔ آج وہ طلبار کے درمیان درس دے رہا ہے۔ کل غریب و امیر عورتوں کے بیچ میں کھڑا ہوا اُن کو ہدایت کر رہا ہے۔ پرسوں فرودوں اور مخنتی آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ اس کے گرد حلقہ مارے ہوئے ہے پریم اور محبت سے اپنے پریزیڈنٹ کی باتوں کو سُن سُنکر خوش ہو رہی ہے۔ یہہ موجودہ دنیا کے فرمانرواؤں کی اصول پالٹیکس سے علیحدہ ہے۔ مگر زیادہ تر بارآور اور پسندیدہ ہے۔ یہہ یقین ہے کہ دوسرے الیکشن میں پھر پریزیڈنٹ صاحب مذکور ہی چنے جائینگے۔ لیکن سوال لازم آتا ہے کہ یہہ اصول پریزیڈنٹ نے سیکھا کہاں سے ہے؟ کوئی علم الحکومت یہہ اصول نہیں سکھاتا۔ مگر صرف انجیل اس اصول کا ماخذ ہے۔ مسیح خداوند کے نمونہ اور تعلیم سے یہہ اصول بالکل عیاں ہے۔ انجیل سے بخوبی ظاہر ہے کہ آج وہ ہیکل میں علما و فضلا کے درمیان سوال و جواب کرتا ہے۔ کل ہزار ہا لوگوں کی بھیڑ بھاڑ اس کے گرد حلقہ باندھے کھڑی ہے اور وہ انکو طرح طرح کے اخلاقی اور روحانی درس دے رہا ہے۔ پرسوں ایک سامری عورت سے جس کا سایہ بھی یہودی قوم کے دستور کے مطابق لینا قطعاً منع تھا پانی پینے کو مانگتا ہے اور اُس آب حیات کا اعلان دیتا ہے جو ہمیشہ تک جاری ہے ایک روز وہ لعزر کی قبر پر اسکی بہنوں اور دیگر حاضرین کے ساتھ ہمدردی سے روتا اور اسکو زندہ کرتا ہے۔ دوسرے روز خلوت میں اپنے شاگردوں کو نصیحت دیتا ہے۔ تیسرے روز وہ بچوں کو بخوشی و خرمی اپنی گود میں لیتا اور کہتا ہے کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ انہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ ایک موقع پر وہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے۔ دوسرے موقع پر بھیڑ ایک گھر میں اس کے گرد جمع ہے اور خوشی خوشی سے اُس کے کلام کو سُن کر مسرور ہو رہی ہے۔ ایک وقت وہ شان و شوکت سے یروشلم میں داخل ہے مگر دوسرے روز تمام جہاں کے گناہوں کی خاطر صلیب پر کھینچا ہوا ہے۔ کیا یہہ سوانح عمری اور حیرت انگیز نمونہ اور دلکش و یگانہ مثال پریزیڈنٹ صاحب کے خیال کا مرکز اور ماخذ نہیں ہے؟ ایسے ہمدرد اور سادہ اور مؤثر اصول کی مثال انجیل کے سوا کہیں اور بھی پائی جاتی ہے؟ وہ اصول پالٹیکس جسپر روزولٹ صاحب مداومت کر رہے ہیں انجیل میں مندرج ہے۔

ہماری دانست میں دین کا جو پیشوا۔ یا کلیسیا کا کوئی پاسٹر اس اصول کی تعمیل نہیں کرتا۔ وہ اپنی جماعت سے یہہ توقع نہ رکھے کہ وہ کبھی اس کو عزت کی نگاہوں سے دیکھیں۔ یا اُس سے خوش ہوں یا وہ خود اپنی جماعت کو کسی قسم کی روحانی یا اخلاقی یا دنیاوی فواید پہنچا سکتا ہے۔ جماعت کبھی اُس سے مطمئن خاطر نہیں ہو سکتی۔ خود اُس کو اپنا دلی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ ضرور ایک دن کی انتظاری میں رہیگا جبکہ اُس جماعت کا اور اس کا تعلق قطع ہو جائے گا۔ اس اصول کے مطابق برتاؤ اپنے آپ میں ایک بڑا بھاری مقناطیسی اثر رکھتا اور دوسروں پر اپنا اثر پیدا کر سکتا ہے۔ جو شخص اس اصول کے مطابق چلتا ہے وہ اپنوں اور غیروں میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا نام مدت تک اس کے بعد زندہ رہتا ہے۔ اور لوگ اُس کی تقلید کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے پاسٹروں کو خصوصاً اور دیگر تمام خادمان دین اور مشنری صاحبان کو عموماً اس اصول کی تعمیل کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اگر انہوں نے مسیحی مذہب کی خاطر کچھ کرنا ہے۔ مسیحی جماعتوں کی بہبودی انکو منظور ہے ہند کو مسیح کی خاطر فتح کرنا ہے تو اس اصول پر عمل کریں اور اُس مالک سے نام پائیں؟

تاج الکتب

یعنی سرگذشت حضور ملکہ الگزینڈرا دام اقبالہا وغیرہم مصنفہ اے نولس صاحب مشن سکول للت پور قیمت ۱ روپیہ۔ صاحب موصوف سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ آپنے مسیحی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے خصوصاً اور دیگر شائقین ناول کے لئے عموماً ایک سلسلہ ایسی کتابوں کا جاری کیا ہے جسمیں بجائے مخرب اخلاق ناولوں کے نامورانِ دیار و امصار و علماء و مدبرین کبار کی سوانح عمریاں اور دیگر اعلیٰ درجہ کی عمدہ عمدہ اور پُر معنی اور دلچسپ کتابیں تصنیف و تالیف اور شایع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ جن سے اخلاق کی درستگی۔ پُر فایدہ دل بہلاؤ۔ پند و نصیحت عمدہ

عمدہ نمونوں کی تقلید۔ اور وسیع واقفیت پیدا کرنے کے لئے ایک نادر موقع دینا مقصود ہے۔ ازانجملہ کتاب زیر ریویو ہے۔ اِس کتاب کی بابت جتنا کہا جاوے وہ کم ہے۔ کتاب دراصل اپنے نام ہی سے اپنا تمام مضمون اور مطلب ظاہر کر رہی ہے۔ یہہ کتاب اسم بامسمّٰی ہے۔ مضمون پرمعنی ہے عبارت منقّح و رنگین۔ استعارات وکنایات قانون قدرت سے مزین۔ ملح فصاحت اور بلاغت سے نمکین ہے۔ نہایت دلکش اور لائق تحفہ و پیشکش ہے ملکہ انگلستان وتوابادیہائے برطانیہ وغیرہ ہندوستان کی سوانح عمری بالتصویر انگلستان کے شاہی محل کی طرز معاشرت کا خاکہ پرتاثیر ہے۔ اِس کتاب کی خصوصیت باکمال ہے۔ مدعا و مقصد پرجلال ہے جس کے اظہار بیان سے قلم کی زبان لال ہے۔ غرضنکہ کتاب ہر صورت اور ہر لحاظ سے پرنور و جمال ہے۔ اِس کی تلاوت سے روح نہال ہوتی ہے وہ تمام علائق قبیحہ عادات شنیعہ کو جو گندے ناولوں سے روح کو لاحق ہوتے ہیں پائمال کرتی ہے۔ دل اِس کے پڑھنے سے نہیں اکتاتا۔ مطالعہ کنندہ تاوقتیکہ اِس کو ختم نہ کرلے اِس سے آنکھ نہیں ہٹاتا۔ ہم اپنے مسیحی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں اور اُن کے والدین سے بخوشی سفارش کرتے ہیں کہ بڑا دن قریب ہے باہمی تحف و تحائف کے لئے اسکو ضرور خریدیں اور خود کو اور نیز مولف مذکور کو فائدہ پہنچادیں۔ اصلاح ملکی میں مصنف کا ہاتھ بٹادیں۔

راجپوتانہ میں کال

راجپوتانہ میں کال کا زور ہے۔ مگر سرکار نے بھی گھاس اور اناج سے وہاں کے باشندوں کی امداد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ سرکار نے راجپوتانہ میں بارہ مقامات پر مویشیوں کی پرورش کے لئے چارہ جمع کر رکھا ہے۔ ازانجملہ نصیر آباد میں سرکار کیطرف سے گھاس کا ایک بڑا انبار لگا ہوا ہے جس احاطہ کے باہر مویشیوں کو برابر چارہ دیا جاتا ہے۔ ہر جانور کو روزمرہ پانچ سیر چارہ ملتا ہے۔ گلہ کا ہر ایک جھنڈ صرف ایکدن رکھا جاتا ہے اور بعد ازاں دوسرے سٹیشن کو روانہ ہو جاتا ہے۔ ۱۷ اکتوبر تک ۳۵ دنوں میں ۲۳۵۱۲ ریوڑ مویشیوں کا ایک مقام بنام بارہ سے گذرے جو نصیر آباد سے چودہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان ریوڑوں میں سے بعض بیکانیر سے آئے تھے بحساب اوسط آٹھ آنے من ۲۲۳۵۰ من گھاس خریدا گیا تھا۔ اِس قحط کے درمیان جانوروں کی حفاظت اِس طور پر کرنی گورنمنٹ کی دانائی اور ہمدردی کا ایک اعلیٰ ثبوت ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک میں صرف مارواڑ ہی کے درمیان دس لاکھ ریوڑ جانوروں کے تباہ ہوگئے تھے۔

نصیر آباد میں نصیر آباد راسر روڈ پر گورنمنٹ ٹرسٹ ریلیف کیمپ موجود ہے جو ۱۸ اگست سے مگر خصوصاً یکم ستمبر سے جاری ہے۔ پہلے دن اِس کیمپ میں ۹۱ مرد ۱۲۷ عورتیں اور ۱۰ یا ۱۲ برس کے درمیان کی عمر کے ۴۳ بچے کام کے لئے یہاں آئے۔ ۲۶ ستمبر کو ۶۰۵ مرد ۹۰۴ عورتیں ۲۶۹ بچے پرورش پا رہے تھے۔ یہہ لوگ اِس سڑک پر کام کر رہے ہیں جو نصیر آباد سے راسر کو جاتی ہے اور جس کا فاصلہ آٹھ میل کا ہے۔ اِس سڑک پر مرد کو ۱ر۲ پائی عورت کو ۱ر اور بارہ برس سے زیادہ عمر والے لڑکے کو ۹ پائی مزدوری ملتی ہے۔ جو روپیہ کا ۱۳ سیر دیا جاتا ہے۔ اجمیر مارواڑ میں ان ریلیف کیمپوں کی ایک خاصی تعداد ہے۔ جنمیں قریباً پندرہ ہزار آدمی پرورش پا رہے ہیں۔ حالت دن بدن ابتر ہوتی جارہی ہے اور قیاس کیا جاتا ہے کہ یہی حالت چھ ماہ تک رہیگی۔

مقام بیر میں ۲۴ ستمبر کو میتھوڈسٹ ایپسکوپل مشن کیطرف سے فیمن ریلیف کمیٹی نے غریب مسیحیوں کی امداد کے لئے اناج کی ایک دوکان کھولی تھی جسمیں جو اور گھاس فروخت ہوتا ہے۔ یہہ دونوں شے ملی جلی روپیہ کی بیس سیر فروخت ہوتی ہے۔ اور جو خرید نہیں سکتے انکو یہہ مفت ملتا ہے۔ اِس دوکان سے ۱۱۵ مسیحی پرورش پا رہے ہیں جنمیں سے ۵۹ آدمیوں کو مفت ملتا ہے۔ اسیطرح کی ایک دوکان اِس مشن کی طرف سے سرینگر میں بھی ہے جو بیر سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اِس کمیٹی کی طرف سے تاحال تین ہی مقامات یعنی نصیر آباد۔ بیر۔ اور ٹوڈو میں دوکانیں موجود ہیں۔ اگر فنڈ اور زیادہ ہوجاوے تو دیگر مقامات میں بھی اِسی قسم کی دوکانیں کھولی جاسکتی ہیں۔ ان دوکانوں کا انتظام نہایت عمدہ ہے۔ منتظمان نیک نیت اور خوش خلق مسیحی ہیں۔ ہر ماہ میں انکا حساب کتاب ہوتا ہے۔ علاوہ ان دوکانوں کے اِس مشن کی طرف سے جولاہوں کو روپیہ دیا جاتا ہے جو کپڑا بنکر لاتے ہیں اور اس کے عوض گذارہ پاتے ہیں۔ دیکھا جاتا ہے کہ اسوقت مقام تیلگا دینا میں قریب سات سو روپیہ کا کپڑا بنا ہوا پڑا ہے۔ اگر یہہ فروخت ہوجاوے تو اِس فنڈ میں بہت کچھ امداد ملسکتی ہے۔ یہہ کپڑا نہایت عمدہ ساخت اور ارزان قیمت کا ہے۔ ہماری دانست میں وہ لوگ جو سودیشی وستو کے دلدادہ اور محب الوطن ہیں ضرور ہی ان سے خریدیں۔ اسطرح پر ایک پنتھ دو کاج ہو جائینگے۔ مشن ہسپتالوں اور یتیمخانوں اور دیگر صیغوں میں اسکی فروخت خاطر خواہ ہوسکتی ہے۔

ان اضلاع کا نظارہ بڑا ہیبتناک اور درد انگیز ہے گانو کے گانوں ویران ہیں کھیتوں میں مویشی نظر نہیں آتے لوگ روٹی کی خاطر در بدر پھرتے ہیں۔ ایسا کہ انکی اِس بیکس حالت کو دیکھکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بے تحاشا رونا آتا ہے۔ ہندوستان اور پنجاب کے مسیحی اور غیر مسیحی صاحبان خاص و عام بالضرور اس طرف رجوع کریں۔ یہہ وقت انپر مصیبت کا ہے اگر اِس مصیبت میں انکی امداد نہ کی تو کون جانے ہمارے پر بھی کسی وقت ایسی مصیبت نہ آئیگی۔ اگر آئی تو ہمارا کونسا حق ہوگا کہ ہم اوروں سے طلب امداد کریں۔ ناظرین ضرور اس امر ضروری

کی طرف توجہ فرماویں ؂

سہ منزلہ گھر۔ ڈاکٹر جاشوا سٹرانگ صاحب کہتے ہیں کہ ہر ایک آدمی سہ منزلہ گھر میں رہتا ہے پہلی منزل تحت الارض حصہ ہے۔ اس منزل میں آدمی کھاتا پیتا کرتا ہے۔ یہہ اس کی طبعی ذات ہے۔ اکثر لوگ اس ادنیٰ حالت کو ترک نہیں کرتے۔ اس ہی جگہ وہ زندگی بسر کرتے اور فوت ہو جاتے ہیں اور اس سے اوپر کی منزل میں ہرگز داخل نہیں ہوتے ؂

دوسری منزل اس سے اوپر ہے۔ اسکی کھڑکیوں سے بڑا وسیع نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ بہت سی اور عمدہ روشنی اور ہوا انسان کو تر و تازہ کرتی ہے۔ یہہ منزل آدمی کا ذہنی حصہ ہے۔ بعض لوگ اکثر اس منزل پر چڑھتے ہیں اور اگرچہ وہ ادنیٰ حالت کو ترک نہیں کرتے تو بھی اکثر اس منزل کو کھانے پینے کے لئے استعمال کرتے ہیں ؂
اس کے بعد تیسری منزل آتی ہے۔ یہہ منزل نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ یہاں کی روشنی اور ہوا اور کل نظارہ افضل ہے۔ اس منزل کو روحانی حلقہ کہتے ہیں۔ بہت کم ہیں جو اس منزل پر آتے ہیں۔ بعض صورتوں میں گھر کے نہایت ہی عمدہ حصوں میں مٹی اور لکڑی کے جالے بھرے ہوتے ہیں۔ دانا آدمی جو کمینگی کو یا دوسری منزل کو ترک نہیں کرتا وہ تیسری منزل کو جو سب سے عمدہ ہے پیار کرتا اور اتنا زیادہ وقت وہاں صرف کرتا ہے۔

(انڈین وٹنس)

ممالک یورپ کے مذاہب

یورپ کی آبادی کا ایک سرسری شمار ۳۵۰۰۰۰۰۰۰ ہے اور اس کی تقسیم مذہبی طور پر یوں ہو سکتی ہے۔ رومن کیتھولک ۱۶۹۰۰۰۰۰۰ پروٹسٹنٹ ۹۰۰۰۰۰۰۰ مشرقی کلیسیاؤں کے ممبران کی تعداد ۷۵۰۰۰۰۰۰ اور یہودی اور محمدیوں میں سے ہر ایک قریب ۵۰۰۰۰۰۰۔ اٹلی ۳۱۰۰۰۰۰۰ باشندوں میں سے اور ویسا ہی ہسپانیہ اور پرتگال ۲۵۰۰۰۰۰۰ باشندوں میں سے کل کے کل تقریباً رومن کیتھولک ہیں۔ بلجیم جسکی آبادی ۶۰۰۰۰۰۰ ہے پوپی ہے۔ فرانس میں ۳۹۰۰۰۰۰۰ میں سے دس لاکھ سے کم پروٹسٹنٹ ہیں۔ آسٹریا میں قریب ۳۷۰۰۰۰۰۰ باشندوں کی آبادی ہے جنمیں سے ۱۲۰۰۰۰۰۰ غیر کیتھولک ہیں۔ سوٹزرلینڈ میں ۳۰۰۰۰۰۰ کا قریب ۲/۳ اصلاح یافتہ کلیسیا کے ممبران ہیں۔ سلطنت جرمن میں ۴۸۰۰۰۰۰۰ میں سے ۳۰۲۵۰۰۰۰ پروٹسٹنٹ ہیں۔ ڈنمارک۔ سویڈن ناروے اور ندرلینڈس کی متحدہ آبادی ۱۳۵۰۰۰۰۰ ہے۔ یہہ سب کے سب پوپیت کے برخلاف ہیں۔ ندرلینڈس میں پریسبیٹیرین اور دیگر لوتھرن کلیسیاؤں کا زور ہے۔ برطانیہ عظمیٰ اور آیرلینڈ میں بالمقابل ۵۶۴۰۰۰۰ کے قریب ۲۹۶۲۰۰۰۰ پروٹسٹنٹ ہیں۔ رومن کیتھولکوں میں ۱۳۷۰۰۰۰ انگلستان اور ویلز میں پائے جاتے ہیں مگر سکاٹلینڈ میں ۳۳۰۰۰۰ آیرلینڈ میں ۱۵۵۰۰۰۰ پروٹسٹنٹ اور قریب ۳۶۰۰۰۰۰ کیتھولک ہیں۔ روس اور یونان میں ۱۰۰۰۰۰۰۰۰ کی آبادی ہے جنمیں سے ۳/۴ کلیسیا یونانی سے متعلق ہیں۔ محمدی لوگ ٹرکی کی ۵۰۰۰۰۰۰ آبادی کا نصف ہیں ؂

روس کے تمام حصص میں آرکنجل سے تفلس تک اور پولینڈ سے ٹومسک تک بغاوت اور بلوے کا بازار گرم ہے۔ روسٹو نڈان میں یکصد آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اور اسی طرح ایک اور شہر کریمنچوگ میں بھی ؂

ملک معظم نے میجر جنرل سکاٹ کو ہند کی کونسل کا سپلائی ممبر مقرر کردیا ہے ؂

مراسلات

نمبر (۱۴)

خاندانی پرستش کا وقت

ہر ایک خاندان سے خود مقرر کرنا چاہئے۔ داؤد کہتا ہے کہ "شام اور صبح اور دوپہر کو میں دعا مانگونگا اور چلاؤنگا اور وہ میری آواز سن لیگا" شاید وہ خلوتی دعا کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن جو بات ایک کے لئے مناسب حال ہے وہ دوسرے کے لئے بھی مناسب حال ہوگی ؂

بیشک خاندانی پرستش کے لئے مناسب وقت صبح اور شام کا ہے صبح کے وقت تو حاضری سے ذرا پہلے یا پیچھے اور شام کو چائے کے بعد یا سونے سے پیشتر صبح کو ہمیں رات کے آرام اور حفاظت کے لئے خدا کا شکر کرنا چاہئے اور دن کی رہنمائی اور طاقت کے لئے دعا کرنی چاہئے رات کو دن بھر کی رحمتوں کے لئے اس کا شکر کرنا اپنے گناہوں کا اقرار کرنا اور رات کے آرام اور حفاظت کے لئے اس سے درخواست کرنا چاہئے ؂

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چائے کے بعد خاندان ادھر ادھر پھیل جاتا ہے اور آسانی سے ایک جگہ پر جمع نہیں کیا جا سکتا ایسی حالتوں میں شام کی دعا کا سب سے اچھا وقت شام کے کھانے کے بعد ہوگا بعض خاندان شام کے کھانے کی برکت کے ساتھ شام کی دعا کو مانگنا پسند کرتے ہیں اگر تم دن میں صرف ایک ہی دفعہ خاندانی دعا مانگتے ہو تو صبح کا وقت اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ زبور نویس کہتا ہے کہ "اے خداوند تو صبح کو میری آواز سنیگا صبح کو میں اپنی دعا تیرے حضور پیش کرونگا" میں صبح کو تیری حمد کے گیت گاؤنگا "صبح کو میری دعا تجھے ڈھونڈیگی" ہر صبح کو اپنی نظر میں لاؤ ؂

بائیبل کا پڑھنا

خاندانی عبادت کا ایک حصہ ہونا چاہئے خدا ہمیں حکم دیتا ہے کہ خداوند کے کلام کو کوشش سے اپنے بچوں کو سکھاؤ اور جب اپنے گھر میں بیٹھے ہو تو اسی کا تذکرہ کرو اِس کا سب سے سادہ طریقہ یہہ ہے کہ بائیبل ہر روز خاندان میں پڑھی جاوے اور اسپر گفتگو کی جاوے یا بہتر معلوم ہو تو اسپر کچھہ بیان بھی کیا جاوے کل بائیبل شروع سے پڑھی جاوے یا اگر ایسا نہ کیا جاوے تو اسکی چند کتابیں اسطور پر پڑھی جاویں۔ ایک باب روز پڑھنے سے بائیبل تین برس میں ختم ہو جاوے گی روز مرہ تین باب اور سبت کو پانچ باب پڑھنے سے ایک ہی سال میں ختم ہو جائیگی بائیبل کو ہر تین برسوں میں ختم کرو تو تیس برس میں دس دفعہ ختم ہو گی اور اگر خاندان وہ برس تک اکٹھا رہے تو ۱۵ دفعہ ختم ہو گی بیشک جب بائیبل اسطرح پر پڑھی جاتی ہے تو خاندان میں جو زیادہ چھوٹے ہیں اُسے بخوبی نہیں سمجھ سکتے ہیں اور جو کچھ سمجھتے بھی ہیں اُسے بھی بھول جائینگے لیکن زیادہ زیادہ متواتر پڑھنے سے بائیبل کی تواریخ اور اسکی سچائی ذہن نشین ہو جاتی ہے ؁

ہم اس اعلیٰ روحانی عبادت سے جسمیں بائیبل لکھی گئی ہے واقف ہو جاوینگے۔ اور بائیبل کے بڑے بڑے اشخاص مثلاً نوح ابراہام موسیٰ یشوع کی مانند بن جاوینگے اور خاندان ان کے اثر سے ترقی کرے گا ؁

بائیبل کی تقسیم جو بابوں اور آیتوں میں ہے خاندان کے پڑھنے کے لئے بہت مناسب ہے تاہم بعض دفعہ کوئی عجیب بیان یا لمبی دلیل ایسی آجاتی ہے جو ایک باب میں ختم نہیں ہوتی اور پڑھنے والا چاہتا ہو کہ برابر پڑھے جاوے جبتک کہ وہ قصہ یا دلیل ختم نہو جاوے ؁

چاہئے کہ خاندان کے کل شریک جو پڑھ سکتے ہیں دو دو چار چار آیتیں باری باری پڑھیں اگر ہمارے سامنے کھلی ہوئی بائیبل ہو تو جو کچھہ کہ پڑھا گیا ہو اُس کا سمجھنا اور یاد رکھنا زیادہ آسان ہو گا ؁

خاندانی عبادت میں پڑھنے کے علاوہ چاہئے کہ بائیبل ہمیشہ پاس رہے تاکہ جب کبھی دنیں کسی کلام کی درستی یا نادرستی کی نسبت کوئی سوال اٹھے تو اسمیں سے دیکھکر آسانی سے حل ہو جاوے ہمارے بچے دیکھ لیں کہ وہ نہ فرضی طور پر بلکہ اصل میں ہماری صلاحکار اور ہمارے ایمان و اعمال کے لئے قاعدہ ہے ؁

بعض خاندانوں میں یہہ ایک عمدہ قاعدہ ہے کہ خاندانی عبادت کے وقت ہر ایک اپنی اپنی آیت ہر زبان سناتا ہے۔ بعض مسیحی ایسے ہیں کہ وہ بائیبل سے تو عموماً اچھی واقفیت رکھتے ہیں مگر آیتوں کو بزبان نہیں سنا کرتے چاہئے کہ وہ بہت سی آیتوں کو ذہن نشین کر لیں ؁

یہہ بہت عمدہ تدبیر ہو گی اگر ہر ایک گرجے جانیوالا ان آیتوں کو جنپر سبت کے دن نصیحت کی جاتی ہے حفظ کرے۔ وہ سند کی آیتیں جنپر خادم الدین وعظ کرتے ہیں عموماً خدا کے کلام میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہیں سال بھر میں جتنی آیتوں پر وعظ کئے جاتے ہیں اگر ان سب کو حفظ کرو تو تمہارے ذہن اور دل میں بائیبل کی سچائی کا ایک بہت عمدہ ذخیرہ ہو جاوے گا ؁

دُعا

بیشک خاندانی پرستش کا سب سے زیادہ ضروری حصہ ہے کیونکہ اِسی کے ذریعہ ہم سیدھے خدا کے حضور میں اس کا شکر بھیجتے ہیں اُس سے درخواست کرتے ہیں اور اسکی پرستش کرنے کے لئے پہنچتے ہیں ؁

خاندانی پرستش کا ایک طریقہ یہہ بھی ہو کہ ہم کھانے پر خدا سے برکت مانگتے اور اس کا شکر بجا لاتے ہیں مسیح نے شکر کیا جب اُس نے معجزانہ طور پر ہزاروں کو کھلایا اور جب اُس نے اپنے شاگردوں کے لئے روٹی توڑی جب سے برابر اُسکے نمونے کی پیروی کی جاتی ہے ہمارے جسم کے لئے خوراک ہی سب سے زیادہ بڑی اور خاص ضروری ہے یہہ ہماری تمام جسمانی ضروریات کی اصل ہے خدا اِس ضرورت کو رفع کرتا ہے اور جب ہم کھانے پر بیٹھتے ہیں تو یہہ لائق اور مناسب ہے کہ ہم اُسکا شکر بجالاوین ؁

واعظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جان نداد بجاناں نمیرسید

شہید ناز یعنے عزیز اللہ ناصر مرحوم

میرے اس عجیب عنوان شہید ناز کو دیکھکر ناظرین حیران ہونگے۔ کہ یہہ تو مجازی عشق کی رموز سے ہے۔ نورافشاں کو ایسے عشق اور محاورات سے واسطہ۔ پیارے مسیحی ناظرین۔ حقیقی عشق کی رموز بھی وہی ہیں۔ صرف سمجھکا پھیر ہے۔ مجازی عاشق صنعت پر قربان ہے۔ حقیقی عاشق صانع پر فدا ہے۔ جو لوگ حقیقی عشق کی رموز سے واقف ہیں وہ رمز کو سمجھینگے۔ کہ شہید ناز سے کیا مراد ہے۔ ورنہ وہ ذیل کی مصیبت بھری داستان سے اِس لفظ یا رمز کی حقیقت کی تہ کو پا لینگے۔

اِن دو تین مہینوں کے درمیان پنجاب کے مسیحیوں میں پے درپے چند نوجوان مسیحی بعارضہ تپ دق فوت ہو گئے۔ جنکا تذکرہ نہایت حسرت اور غم کے ساتھہ نورافشاں میں ہوا کیا۔ مسٹر ایڈورڈ۔ مسٹر ستورت سرکار۔ مسٹر سموئل سنگھہ۔ مسٹر عبداللہ۔ مسٹر کشن چند۔ مسٹر بیگ (یہہ آخر الذکر مرحوم تپ دق سے نہیں مرے) وغیرہ مرحوم تھوڑے تھوڑے دن بعض چند ہفتے۔ بعض چند ماہ بیمار رہ کر عالم فانی سے عالم بقا کو سدھار گئے اب سب سے آخر میں یکم نومبر ۱۹۰۵ء کو ایک اور جوان جنکو میں شہید ناز کے نام سے یاد کرتا ہوں۔ آسمان کو سدھارے ہیں چونکہ مرحوم شہید ناز کی زندگی عجیب سی صبر مسیحی ایمان

مسیحی دکھوں میں بھی خوش زندگی تھی۔ اس لئے کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس کا تذکرہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ مسیحی ناظرین کو حقیقی مسیحی زندگی کا لطف حاصل ہو۔

نارووال ضلع سیالکوٹ کی مسیحی کلیسیا میں ایک مشہور خاندان ہے۔ جو پرانے شاہی وقتوں سے میاں کے لقب سے مشہور ہے۔ خوجہ قوم میں یہہ خاندان کیا بلحاظ شرافت۔ کیا بلحاظ علمیت۔ کیا بلحاظ درجہ ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔ اس خاندان میں طبابت کا علم اور پیشہ پشتینی ہے۔ ہر پشت میں کوئی نہ کوئی لائق طبیب ہوتا رہا ہے اور ابتک یہہ سلسلہ جاری ہے۔ خالصہ گورنمنٹ کے عہد میں جبکہ شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ اس ملک کے والی تھے۔ اس خاندان سے میاں فیض علی خالصہ گورنمنٹ کی طرف سے کاردار تھے۔ اور لائق حکیم تھے۔ صاحب علم ولیاقت تھے۔ اعلےٰ درجہ کے فیاض اور باحیا تھے۔ انکی نسبت آجتک ایک کہانی مشہور ہے۔ کہ ایک دن میاں فیض علی کوچہ میں سے گذر رہے تھے۔ کہ انجانے کسی عورت نے کوڑا کرکٹ معہ راکھ کے کوچہ میں اوپر سے پھینک دیا۔ وہ میاں فیض علی کے سر پر گرا۔ اوپر نظر اوٹھاکر نہیں دیکھا۔ منہ سر جھاڑتے ہوئے گھر میں آگئے۔ اور ملازم کو حکم دیا۔ کہ فلاں گلی میں دریافت کرو کہ کس عورت نے ہمارے سر پر خاک ڈالی ہے اور کس قصور کے عوض۔ بعد دریافت معلوم ہوا کہ غلطی سے ایک بیوہ عورت نے خاک پھینکی ہے۔ اور وہ عورت بہت ہی غریب اور بیکس ہے۔ چنانچہ دو دن سے اسکو خوراک نہیں ملی۔ میاں فیض علی فرمانے لگے کہ اسمیں ہمارا کیا قصور۔ ہمکو کسی نے اطلاع نہیں دی اسی وقت ۶ ماہ کے واسطے خرچ اُس کے گھر میں بھجوادیا ابتک جب کبھی کوئی نیک کام قوم کے متعلق اس خاندان کے کسی ممبر سے ہوتا ہے۔ تو کہا کرتے ہیں کہ یہہ اُس میاں فیض علی کی اولاد سے ہیں ؛

میاں فیض علی کے دو فرزند تھے۔ میاں نعمت اللہ اور میاں شاہ بخش۔ میاں شاہ بخش کو تو راقم الحروف نے بھی دیکھا۔ بلکہ اُس کے قدموں میں بیٹھکر اس خاکسار نے تعلیم بھی پائی ہے۔ یہہ بزرگ تو لاولد فوت ہوگئے۔ میاں نعمت اللہ کے ۳ فرزند ہوئے۔ میاں حسین بخش۔ میاں غلام مہدی میاں علی محمد المعروف میاں سپتا۔ پہلے دو صاحب تعلیم یافتہ تھے۔ میاں غلام مہدی حکمت میں اچھی دسترس رکھتے تھے مگر تیسرے صاحب علم کی دولت سے محروم رہے۔ کیونکہ میاں نعمت اللہ جبکہ یہہ بچہ ہی تھے فوت ہوگئے۔ کسی نے انکی تعلیم کی طرف توجہ نہ کی دوکانداری کے کام میں مشغول ہوگئے ؛

ایام غدر سے پیشتر پادری بیوس صاحب سی ایم۔ ایس کے مشنری نارووال میں تشریف لائے۔ تو انکی صحبت اور تعلیم کے اثر سے میاں حسین بخش مسیحی ہوگئے جن کا مسیحی نام پولوس رکھا گیا۔ چنانچہ آج تک میاں پولوس کا نام مشہور ہے۔ میاں غلام مہدی محمدی حالت میں فوت ہوگئے۔ میاں سپتا صاحب ۱۸۷۳ء میں معہ خاندان مشرف بہ مسیحیت ہوئے۔ جو خدا کے فضل سے اپنی چار پشتین دیکھ کر اچھی عمر درازی میں بوڑھے آسودہ ہوکے خداوند میں گذشتہ سال سوگئے۔ اور آرام میں داخل ہوگئے میاں پولوس مرحوم کے تین بیٹے تھے۔ میاں نصرت اللہ میاں پادری صادق۔ میاں نکو شاہ۔ آخری دونوں صاحب تادم تحریر بقید حیات ہیں۔ مگر میاں نصرت اللہ چند برس ہوئے کہ ہائیڈروفوبیا سے جسمانی قید سے آزاد ہوکر آسمان کو سدھار گئے۔ ان کے ۳ صاحبزادے تھے۔ ڈاکٹر میاں عنایت اللہ ناصر اسسٹنٹ سرجن سینیر گریڈ بٹالہ۔ ماسٹر عزیز اللہ ناصر۔ مسٹر عطاء اللہ ناصر۔ جس شہید ناز کا ذکر میں اسوقت کرتا ہوں۔ وہ میاں نصرت اللہ مرحوم کے منجھلے صاحبزادے میاں عزیز اللہ ناصر مرحوم ہیں۔ مختصر طور پر میں اس عزیز کے دکھ اور ایمان کا حال آپ کے گوش گذار کرتا ہوں ذرا توجہ سے پڑھیں۔ تاکہ خدا ہمیں بھی ایسا ایمان بخشے ؛

عزیز مرحوم ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم نارووال مشن سکول میں پائی۔ مرحوم کی لڑکپن کی طبیعت عجیب شوخ۔ چلبلی۔ نڈر۔ اور انمول تھی۔ کہ سب اس سے تنگ آجاتے تھے۔ میاں نصرت اللہ مرحوم بعض دفعہ بہت ہی تنگ ہوجاتے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ تعلیم میں اچھی ترقی شروع کی۔ ابتدائی تعلیم نارووال میں ختم کرکے بٹالہ بیرنگ ہائی سکول میں داخل ہوگئے وہاں مڈل پاس کیا۔ پھر ایک دوست کے بہکانے سے پڑھنا چھوڑدیا۔ وہ دوست انکو اپنے ساتھ انبالہ کی طرف لے گیا۔ وہاں اس نے انکی خوب گت بنائی۔ اچھی ٹھوکریں لگیں۔ دھکے کھاکے پھر واپس بٹالہ میں آگئے۔ پھر پڑھنا شروع کیا۔ اور انٹرنس پاس کیا۔ نارووال مشن سکول میں سکینڈ ماسٹر مقرر ہوگئے۔ یہاں سے ٹریننگ کالج کا امتحان بھی پاس کیا۔ سند یافتہ۔ ماسٹر ہوگئے۔ نارووال ہی میں مس سید شاہ سے شادی کی۔ پھر آپ فتح گڈھ میں مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ افسوس کہ ایک سال بھی ہیڈ ماسٹری نہ کرنے پائے تھے کہ ۱۹۲۵ء میں تپ دق کی بیماری شروع ہوگئی ؛

آج سے ۸ سال پیشتر انکی مسیحی زندگی کی رفتار دھیمی اور سست تھی جیسی کہ معمولی طور پر جوانوں کی ہوتی ہے یہی سمجھا ہوا تھا کہ عیسائی پیدا ہوئے ہیں۔ اور عیسائی ہیں بس۔ انکی بیماری کی حالت بڑی عجیب رہی۔ کبھی تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب چند دن یا چند گھنٹوں کے مہمان ہیں اور پھر چلنے پھرنے لگ جاتے۔ لیکن کام کرنے کی طاقت نہ آئی۔ تاہم ہمت کبھی نہ ہارتے۔ ایک وقت بیماری کی حالت میں پھر ایسا موقع آگیا۔ جو نہایت ہی خطرناک اور اندھیرا تھا مرحوم خدا کی رحمتوں سے ناامید ہوگیا کہنے لگا۔ کہ کسطرح ممکن ہے کہ خدا مہربان باپ ہو۔ جبکہ نہ وہ میری دعا سنتا ہے۔ اور نہ تندرستی دیتا ہے۔ اور نہ میری بیوی کی جوانی پر ترس کھاتا

ہی۔ اور نہ بچوں پر اس کو رحم آتا ہے۔ کیا یہہ مہربان باپ کا کام ہے۔ میری حالت تو اس دکھ میں پورے بے ایمان کی حالت ہی۔ اسوقت انکی ان باتوں سے میرے آنسو بھر آئے۔ اور میں نے جمیں خیال کیا۔ کہ اب یہہ پوری سردی اور تاریکی ہے۔ اور خداوند نے بھی فرمایا ہے۔ کہ کاشکہ تو سرد یا گرم ہوتا۔ شیر گرمی انکو منظور نہیں۔ پہلی حالت انکی شیر گرمی کی تھی جسمیں کوئی روحانی مزہ نہ تھا۔ اب میرا خدا ضرور آفتاب صداقت اسپر طلوع کریگا۔ چونکہ میرے ساتھہ مرحوم کا خاص روحانی تعلق تھا۔ اس کے واسطے خاص دعائیں کی گئیں جسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ایمان اور روحانی زندگی کے سوتے نکلے اندر پھوٹ نکلے۔ ایسا شادمان اور خوش ہوا۔ اور ایسے عجیب صبر سے دکھوں کی برداشت کرنے لگا۔ کہ دیکھکر حیرت آتی تھی۔ چنانچہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ اس دکھ کے علاوہ ایک اور مصیبت انپر آپڑی۔ کہ ٹانگ میں سخت درد شروع ہوئی۔ جو عرصہ تک رہی۔ درد بھی ایسی شدت کی کہ الامان الحفیظ۔ کہ اگر ذرا چارپائی سے بھی کوئی چھو جاتا۔ تو جان پر بن جاتی۔ جب ان کو آرام ہوا۔ تو میں نے ایک دن پوچھا۔ کہ آپ نے درد کی بڑی تکلیف سہی ہے تو فرمایا۔ کہ جسم کو تکلیف بے شک بہت رہی۔ مگر محبوب کے نازلو رمزوں کا خوب پتہ لگا۔ میں نے بھی عرض کردی کہ اے میرے محبوب المسیح میں تیرا عاشق ہوں۔ جس آگ کی بھٹی میں تو مجکو ڈالنا چاہتا ہے۔ ڈالدے اور جس طرح تو مجھے آزمانا چاہتا ہے آزمالے۔ نہ تو میں شکایت کرونگا۔ اور نہ تیری مار پہ ہائے کرون گا۔ اپنی حضوری کے لائق جسطرح چاہتا ہے کندن کرلے۔

مجھے دیتا ہے وہ تنبیہ دائم
لگاتا ہے چھری مجھ کو ملائم
نہیں اس کی سزا کا کچھ مجھے غم
بشمشیرم زند و باکس نہ گفتم

کہ راز دوست از دشمن نہاں بہ

غرض کہ ایسا کامل ایمان اور صبر اس شخص میں دیکھا گیا۔ کہ آجتک دیکھنے میں نہیں آیا۔ میں اُس سے کہا کرتا تھا کہ اے عزیز کاش ایسے پختہ ایمان کی دولت خدا مجھے بھی بخشے۔ باوجودیکہ آٹھہ برس سے چارپائی پچھوڑی صبر و شکر سے تمام دکھوں کو سہا۔ کبھی کہا کرتے تھے۔ دکیونکہ صرف میرے ساتھہ انکو روحانی تعلقات ایسے تھے۔ جو حقیقی عشق کی صورت رکھتے تھے، کہ روحانی حالت یکسان نہیں رہتی۔ کبھی کبھی تو محبوب بالکل سامنے بیٹھا ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا پردہ پڑجاتا ہے کہ کچھہ دکھائی نہیں دیتا۔ میں کہتا کہ یہہ محبوب کی رمزیں ہیں آتش شوق بھڑکانے کے واسطے۔ تاکہ ہم دعا و دھیان میں زیادہ لگے رہیں۔ جب میں نے آخری ملاقات کے وقت جوکہ ۱۹ ماہ اکتوبر کو تھی۔ پوچھا کہ موت کی فکر تو نہیں۔ تو ہنسکر کہا کہ ابھی موت باقی ہے۔ محبوب کے واسطے مدت ہوئی مرچکا ہوں۔ صرف نقل مکان کرنا ہے۔ جبوقت محبوب کی رحمت کی نظر ہو جائیگی۔ بس بیڑا پار ہو جائیگا +

مرحوم عزیز عجیب زندہ + دل اور زندہ ایمان رکھتا تھا باوجود ایسے دکھوں اور مصیبتوں کے کبھی غمگین نہ دیکھا کبھی بے صبر نہ دیکھا۔ شادان اور شادمان بشاش ہی دیکھا آخری وقت میں نے کہا کہ عزیز عرصہ گذر جاتا ہے تم کچھ خبر نہیں دیتے۔ کہا کہ اب میری بے اعتباری ہوگئی ہے۔ کئی دفعہ میں نے سمجھا کہ اب روانگی کا وقت قریب ہے۔ تب سب عزیزوں کو خبر دی گئی۔ مگر محبوب نے جانے کی رخصت نہ دی۔ اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ عزت اسی میں ہے کہ چپکے سے چلا جاؤں۔ میں نے ہنسکر کہا۔ کہ مرتے مرتے بھی زندہ دلی نہ چھوٹی۔ اللہ اللہ عجیب زندہ دل اور آزاد طبیعت تھا

نوٹ

+ یہہ زندہ دلی مرحوم کو اپنے والد میاں نصرت اللہ مرحوم سے ورثہ میں ملی کیونکہ میاں نصرت اللہ صاحب بڑے ہی زندہ دل اور شریف تھے گو عرصہ ہوگیا۔ کہ وہ فوت ہوگئے لیکن آجتک دعلاقہ میں انکی زندہ دلی ضرب المثل ہے۔ دمقط

گناہ کو اس نے کبھی نہ چھپایا مکاری اور دغابازی سے انکو سخت نفرت تھی جو کچھہ جی میں ہوتا۔ صفائی سے بیان کردیتا۔ سچ ہے اچھوں کے اچھے ہی ہوتے۔ شاباش خدا برکت دے انکے بھائی ڈاکٹر عنایت اللہ ناصر کو کہ آٹھہ برس تک اُس نے عزیز کی اچھی طرح خدمت کی۔ کسی طرح سے تنگ ہونے نہ دیا۔ ایسے بھائی آجکل کہاں ہیں جہاں دیکھو برادران یوسف ہی نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بلا کراہت کے مدد کا ہاتھہ لمبا رکھا۔ مرحوم عرصہ سے اجنالہ ضلع امرتسر میں سکونت پذیر تھا اور اُسی جگہ آخرکار یکم نومبر کو اپنی جان محبوب المسیح کے سپرد کی ٭ مرحوم اپنے پیچھے ۲۔ لڑکے اور ۳ لڑکیاں پانچ یتیم اور ایک بیوہ جوان چھوڑ گئے ہیں۔ امید ہی کہ جس طرح مرحوم کی زندگی میں ڈاکٹر صاحب موصوف انکی خبر رکھتے تھے۔ اب بھی اس سے زیادہ انکی خبر رکھینگے۔ مرحوم کی عمر صرف ۳۳ سال کی تھی۔ ایمان اور صبر کے ساتھہ مرتے بہت دیکھے ہیں۔ مگر ایسے عجیب اور لمبے دکھوں سے گذر کر بے عمل و غش صبر سے دکھہ کاٹتے بہت ہی دیکھا گیا ہے۔ غیر اقوام میں تو ایسی مثال کا ملنا ہی مشکل ہے ٭

میری دعا ہے کہ خدا اس کے پس ماندوں کو خاصکر بچوں۔ بیوی۔ اور بڑھیا والدہ کو صبر و تسکین عطا فرمادے ٭

چند اشعار

مبارک ہیں جو مرتے ہیں خدا میں
فنا سے چھوٹ جاتے ہیں بقا میں
یہہ ہے فرمان خدا کی پاک روح کا
وہاں آرام پاتے ہیں سما میں
جو ہیں اعمال صالح اُن کے پیچھے
چلے جاتے الٰہی بارگاہ میں
عزیز اللہ کو جانو اب بھی زندہ
جیا دنیا میں وہ خوف خدا میں

نہیں مرتے کبھی وہ مرد صالح
جو رہتے ہیں سدا راضی رضا میں

الٰہی نور میں ہمکو سدا رکھ
عزیزاللہ ہے جیوں تیری ضیا میں

دعا ہے موت دے واعظ کو ایسی
عزیزاللہ سے ملے دارالبقا میں

مرحوم کے بعض روحانی تجربات گاہے گاہے ہدیہ ناظرین کرتا رہوں گا۔ یہہ مضمون طول پکڑ گیا ہے صاحب نور افشان گھبرا جاوینگے۔ ایسے تجربات روحانی زندگی کی ترقی کے واسطے فایدہ مند ہوتے ہیں ٭

راقم غمزدہ ۔ واعظ ۔

بقیہ رزولیوشن

جماعت صاحبان زمین کی نسبت کارروائی کرنے کے متعلق تمیز کرنے کی مصلحت پر غور کرنے میں یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہندوستان کے بہت سے حصہ میں گورنمنٹ عالیہ ہند کو عدم پیداوار فصل کا انتظام کرنے کے کہ یہہ اختیار حاصل ہے کہ لگان کے التوا یا معافی کی نسبت مطلق طور پر انتظام کیا جاوے اور جب لگان اس طرح پر التوا یا معاف کیا جاوے یا جب اس کے التواء یا معافی کی نسبت انتظامیہ احکام کے ذریعہ معقول بندوبست ہو سکتا ہو تو جیسا کہ فقرہ نمبر ۱۴ میں مندرج ہے اگر گورنمنٹ ہند بلا لحاظ اس امر کے کہ صاحب زمین کے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں اس بات کے لئے تیار ہے کہ اُس معاملہ کا جو کہ مالک زمین کی طرف سے واجب الادا ہو حصہ نسبتاً التواء یا معاف کر دے۔ لہذا تمیز مذکورہ کرنی صرف اُن ہی حالتوں تک محدود رہ گئی ہے جہاں کہ فی الحال مزارعان کو امداد عطا نہیں کی جا سکتی ایسی صورتوں میں مندرجہ ذیل تین اقسام کے اشخاص کو انصافاً معافی معاملہ سے خارج کیا جا سکتا ہے یعنی اول وہ اشخاص جنکی نسبت یہہ معلوم ہو کہ وہ بد معاملہ صاحبان زمین اور سنگین لگان عائد کرنے والے ہیں۔ دوم وہ مرفہ الحال مالکان اراضی جو بلا خطرہ درد الیہ ہونے کے معاملہ ادا کر سکتے ہوں اور سوم اس قسم کے اشخاص جو سرمایہ والے ساہوکار اور پیشہ ور جماعتوں سے متعلق ہوں جو کہ اراضی پر محض روپیہ کو منافع پر لگانے کی غرض سے قابض ہوں۔ جیسا کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے قحط کمشن نے اپنی رپورٹ کے فقرہ نمبر ۲۷۹ میں ذکر کیا ہے یہہ بات سچ ہے کہ اس اخیری قسم کے بہتیرے آدمی کم حیثیت ہوتے ہیں جو کہ قرض لے کر اُس کام پر لگاتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایسے اشخاص کو اپنے معاہدہ کا پابند کیوں نہیں رہنا چاہئے اور انہیں کیوں زمین میں روپیہ لگانے کی وجہ سے اتفاقیہ نقصان کو اُسی طرح برداشت نہیں کرنا چاہئے جس طرح کہ اور طرح پر بیوپار میں روپیہ لگانے سے اتفاقیہ نقصان کو برداشت کرتے ہیں۔

گورنمنٹ عالیہ ہند ایسے علاقہ جات میں ان تین اقسام کے صاحبان زمین تمیز کرنے کی اجازت دیتی ہو جہاں کہ مزارعان کے لئے امداد دینے کا بخوبی انتظام نہیں ہو سکتا یا جہاں کہ لگان بطور بٹائی کے لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لگان کی مقدار خود بخود فصل کی پیداوار سے مناسبت رکھتی ہے۔ لیکن ساتھہ ہی اس کے گورنمنٹ عالیہ ایسے کسی انتظام کے ناموزوں طرز کو بھی تسلیم کرتی ہے جس کی رو سے ایسی امداد سے جو مالکان الاضی کو عموماً عطا کیجاوے ایسا شخص محروم رکھا جاوے جو گاہے گاہے روپیہ سود پر دیتا ہے جو گورنمنٹ کا پنشن یافتہ عہدہ دار ہو جس نے کہیں کہیں اپنے روپیہ کو زمین پر لگایا ہوا ہو۔ اور گورنمنٹ ممدوح کی رائے میں سوائے ایسے رقبہ جات کے جہاں کہ اُن جماعتوں کی جن میں تمیز کرنی ہے ایک معقول تعداد مالکان زمین میں رکھتے ہوں یا وہ کسی قدر بڑے رقبہ جات کے مالک ہوں تمیز کرنے میں کوشش نہ کرنی ترین سیاست ہو ٭

۱۶-(۱۰) بالآخر یہہ امر بطور ایک اصول عام کے مقرر کیا جا سکتا ہے کہ معاملہ اراضی کی معافی یا التواء کے عطا کرنے میں تفویض شدہ اور غیر تفویض شدہ معاملہ کے مابین کوئی تفریق نہیں نہیں کی جا سکتی۔ مفوض الیہم معاملہ صرف اُس معاملہ کی بابت حق رکھتے ہیں جو کہ ہمارے قواعد کے مطابق واجب الوصول ہو اور اگر زر معاملہ معاف یا التواء کیا جاوے تو مفوض الیہ کو نقصان برداشت کرنا چاہئے۔ معاملہ اراضی کے مفوض الیہم اور معافیات کے قابضان۔ یعنی ان دونوں کی صورتوں میں لگان کی معافی یا التوا کرانے کی نسبت گورنمنٹ کو ٹھیک ویسا ہی اختیار حاصل ہونا چاہئے جیسا کہ ایسے معاملہ ادا کرنے والی اراضیات کی نسبت حاصل ہے اور وہ نقصان جو کہ معاملہ ادا کرنے والی اراضیات کی نسبت گورنمنٹ کو اٹھانا پڑیگا ایسی صورتوں میں مفوض الیہ یا معافی دار کو بھی برداشت کرنا چاہئے۔ اُن صوبجات میں جہاں کہ یہہ امر کافی طور فروری سمجھا جاتا ہے اور جہاں مندرجہ بالا انتظام حال تک نہیں کیا گیا اب اس بارہ میں کارروائی کرنی چاہئے کہ طریق مندرجہ فقرہ نمبر ۱۴ میں اراضیات تفویض شدہ اور معافی کے مزارعان (رعیت) کے لئے امداد عطا کئے جانے کا پختہ انتظام کیا جاوے ٭

۱۷- لہذا وہ عام اصول جن کے مطابق عالمگیر آفات مثلاً قحط اور مخالف فصلوں کی حالت میں امداد کرنی چاہئے مختصراً یہہ ہیں۔ یعنی اوّل میں امداد عموماً التواء کی صورت میں دینی چاہئے اور یہ ایک ٹھیک مساوی طریقہ پر دیہات یا علاقہ جات یا مجموعہ ہائے دیہات کو ملنی چاہئے۔ یہہ بالعموم سوائے اس صورت کے عطا نہیں کرنی چاہئے جبکہ نصف سے کم فصل پیدا ہوا ہو اور جس درجہ تک امداد دی جاوے وہ ایک مساوی سلسلہ

تناسب پر منحصر ہونا چاہئے جو ایسا رکھا جاوے کہ درجہ یعنی حد امداد کمی فصل کے درجہ کی نسبت تدریج زیادہ بڑھتی جاوے۔ اُس رقم سے جو کہ معاف یا التوا رکی جانی ہو تحصیل معاملہ کے شروع کرنے سے پیشتر لوگوں کو مطلع کر دینا چاہئے اور جہاں ممکن ہو صاحب کلکٹر کو التوا ر معاملہ کے تعین اور مشتہر کرنے کا اختیار دینا چاہئے اور یہہ بات اس وقت فرض کر لینی چاہئے جبکہ معاملہ تین سال تک زیر التوا رہا ہو بعض اقسام کے علاقجات میں معاملہ اس صورت میں معاف کر دینا چاہئے جبکہ رقم التوا شدہ کی تعداد ایک سال کے معاملہ سے زیادہ ہو معاملہ التوا شدہ کی اُن اقساط پر جو وصول کرنی ہوں اُس وقت غور کرنا چاہئے جبکہ ہر ایک فصل مابعد کی حالت معلوم ہو جاوے اور اُس کو اس وقت سے جبکہ فصل مذکور کی نسبت معمولی مطالبہ قابل وصولی ہوتا ہو ایک مناسب عرصہ پہلے مقرر اور مشتہر کرنا چاہئے لگان کو معاملہ کی معافی یا التوا کے بالمقابل نسبتاً معاف یا التوا کرنا چاہئے اور علیٰ ہذالقیاس برعکس اس کے عطا کنندگان معاملہ کے مابین تمیز صرف معافی معاملہ کی صورت میں کرنی چاہئے اور یہہ تمیز صرف صاحبان زمین تک محدود ہونی چاہئے اور اس کو صرف اُن مقامات میں استعمال کرنا چاہئے جہاں کہ گورنمنٹ کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ یقینی طور پر مزارعان کو امداد پہنچا سکے اور جہاں کردہ جماعتیں جن میں تمیز کرنی ہو کافی تعداد میں ہوں یا بڑے بڑے کھیوٹ رکھتے ہوں اور ایسے زر معاملہ کی نسبت جو کہ خواہ مفوض الیہ اور خواہ کسی تیسرے فریق کو تفویض کیا گیا ہو کارروائی کرنے میں اُسی اصول پر عملدرآمد کرنا چاہئے جس پر کہ معاملہ غیر تفویض کیا گیا ہو کارروائی کرنے میں اُسی اصول پر عملدرآمد کرنا چاہئے جس پر کہ معاملہ غیر تفویض شدہ کی نسبت عمل کیا جاتا ہے ؛

۱۸۔ مندرجہ بالا اصول عام طور پر ایسی آفات کی صورت میں ہی امداد عطا کرنے سے متعلق ہونگے جو کہ "مقامی" آفات کی وجہ سے وقوع پذیر ہوں مثلاً طغیانی۔ ژالہ باری اور اسی قسم کی دیگر آفتیں مگر مقامی آفات کی صورت میں ضابطہ کارروائی مندرجہ ذیل چار امور کے تابع رہیگا۔ یعنی۔

(اول) امداد بجائے اس کے کہ جملہ علاقہ آفت زدہ کو ایک ہی معیار پر دی جاوے بالعموم کھیت وار گرداوری پر مبنی ہوگی جس سے وہ فی الواقعہ نقصان ظاہر ہو جو ہر ایک کھاتہ کو پہنچا ہو۔

(دوم) صاحب کلکٹر مجاز ہے کہ تا موصول احکام حکام بالا پہلے خود معاملہ التوا کرے۔ لیکن عموماً ایسا انتظام کرنا نہایت موزوں ہوگا کہ ایسی صورتوں میں جو احکام صادر کئے جاویں وہ فی الفور معاملہ معاف کر دینے کے متعلق ہوں ؛

(سوم) چونکہ امداد کا انحصار ایسی گرداوری کے نتیجہ پر رکھا گیا ہے جو بڑی احتیاط کے ساتھ کی گئی ہو اس لئے اگر لوکل گورنمنٹ کا ایسا منشا ہو تو اس بارہ میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ عالمگیر آفات کی نسبت مقامی آفات کی صورت میں حالت فصل کے مطابق تدریج امداد دینے کے لئے زیادہ مفصل بلکہ بحالت امکان فیاضانہ معیار تجویز کیا جائے ؛

(چہارم) اگر نہ صرف اُس کھیت کا جس میں کمی پیداوار واقعہ ہو۔ بلکہ اُس جائداد یا کھاتہ کا بھی جس میں کہ کھیت مذکورہ واقعہ ہو لحاظ رکھا جاوے تو اس امر کا فیصلہ کرنے میں کہ کیا امداد کی ضرورت ہے یا نہیں اشخاص متعلقہ کے مابین تمیز ہو جائے گی۔ اگر کھیت کی کاشت مالک کرتا ہو اور اُس کی ساری جائداد کی جملہ آمدنی کے مقابلہ میں نقصان کم واقعہ ہو یا اگر کھیت کی کاشت کوئی رعیت کرتا ہو اور بمقابلہ کھاتہ کے جملہ آمدنی کے نقصان کم ہو تو کسی امداد دینے کی ضرورت نہیں ہے علاوہ ازیں ایسے رقبہ جات میں بھی امداد دینے کی ضرورت نہیں ہے جہاں کہ مزارعہ (رعیت) کو یقیناً امداد نہ مل سکے اور مالک ان تین جماعتوں میں سے ہو جن کا ذکر اوپر فقرہ نمبر ۱۵ کے اخیر میں کیا گیا ہے ؛

۱۹۔ یہہ عام اصول وہ ہیں جن پر گورنمنٹ ہند چاہتی ہے کہ معاملہ کے التوا اور معافی کے وقت عملدرآمد کیا جاوے اور لوکل گورنمنٹوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ رزلیوشن ہذا کے معنی کو مدنظر رکھ کر اپنے موجودہ قواعد کی جانچ پڑتال کریں۔ ان کو بعض ایسے امور کی نسبت جو ہر ایک لوکل گورنمنٹ سے خاص طور پر تعلق رکھتے ہیں علیحدہ علیحدہ چٹھیئیں لکھی جاوینگی۔ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو پورے طور پر معلوم ہے کہ بہت سے دیگر معاملات کی طرح اس معاملہ میں بھی بہت کچھ مقامی حالات پر ضرور انحصار ہوتا ہے اور کہ جزئیات میں مساوات کو مدنظر رکھنا نہ صرف غیر فروری بلکہ نامناسب بھی ہے لیکن ساتھ ہی جناب نواب بہادر ممدوح خیال فرماتے ہیں کہ اصولوں کا قرار دینا خالی از منفعت نہ ہوگا جن پر عطائے امداد مبنی ہو جناب نواب محتشم الیہ اس امر کو بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ بعض مقامات کے حالات ایسے خاص بھی ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے بعض ان اصول میں بھی کسی قدر نرمی کرنے یا ان سے مستثنےٰ کرنے کی ضرورت واقع ہوگی لہذا جناب نواب بہادر ممدوح اس مضمون کی نسبت جو کچھ گذارش کیا جاوے اُس پر پوری پوری غور فرمانے کے لئے تیار ہیں ؛

لیکن جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل یقین فرماتے ہیں کہ اگر ان عام اصولوں کو جو اوپر مذکور ہوئے لوکل گورنمنٹ ہائے اختیار کر لیں اور ان پر عملدرآمد کریں تو ہندوستان کے مستقل معاملہ اراضی کا انتظام ان شکایتوں اور تکالیف سے بری ہو جائیگا جو سختی کے

ساتھ معاملہ وصول کرنے کی وجہ سے بعض مقامات میں پیش آتی رہی ہیں۔ اور اس طریق سے ایک حد تک نرمی اور رعایت کی جا سکے گی جو اس امر کی نسبت اطمینان دینے کے لئے کافی ہوگی کہ زراعتی آفت کے زمانہ میں معاملہ سرکار کو سختی کے ساتھ وصول کرنے کی وجہ سے کاشتکاروں کی مصیبت دوبالا نہ ہو سکے گی ؛

حکم ۔ حکم ہوا کہ ریزولیوشن مندرجہ بالا جملہ لوکل گورنمنٹوں اور ایڈمنسٹریشنوں و صیغہ خزانہ و فارن ڈیپارٹمنٹ کو برائے ترسیل بخدمت صاحب چیف کمشنر اجمیر میرواڑہ ۔ و آنریبل ایجنٹ نواب گورنر جنرل چیف کمشنر بلوچستان مرسل ہو اور کہ یہ گزٹ آف انڈیا کے ضمیمہ شائع کیا جاوے ؛

دستخط جے۔ ولسن

قائمقام سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

ربڑ کے نئے سستے اعلیٰ درجہ کے چھاپے

۲۶　　　　ئے

(۱) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ نمبر ۳ معہ کل سامان قیمت عہ

(۲) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ نمبر ۲ 〃 قیمت ۱۲/

(۳) آفس ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ معہ سلف انکنگ پیڈ اور کل سامان ۔ للعہ

(۴) تاریخ چھاپنے کی مشین کلاں دس سال کے عرصہ دراز تک کام میں آ سکے ۔ صہ

(۵) تاریخ چھاپنے کی مشین دس سال تک کام آئیگی قیمت عہ

(۶) نمبر لگانے والی مشین جو دس لاکھ تک چھاپتی ہو 〃 ۱۲/

(۷) سٹنسل ڈپلیکیٹر جس سے نوٹس ۔ لوڈ سائین بورڈ سٹ سکول کی تصویروں کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ ؛ قیمت ۱۲/

المشتہر

سلیم اللہ خان اینڈ کمپنی ربڑ سٹمپس مینوفکچررس۔

موری گیٹ لاہور

پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر کہ کیا شہادت ہے ستاون برس کے اندر۔ اس فنڈ نے تقریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے تقریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے ۔ کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہو جس کسی کو چاہئے مینجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ،

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں ۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے ۔ کلارک مینجنگ ڈائرکٹر

نولکھا ۔ لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱/ معہ ضمیمہ ۱۲/

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک 〃 ۱۲/ 〃 ۱؎

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	شش ماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱۲/	۱؎	ے
چوتھائی کالم	۱؎	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۱۴عہ
پورا کالم	عہ	۱۴عہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ ما بعد کے لئے ۱/ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا

(نوٹ) نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

معہ محصول ۱۲؎

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

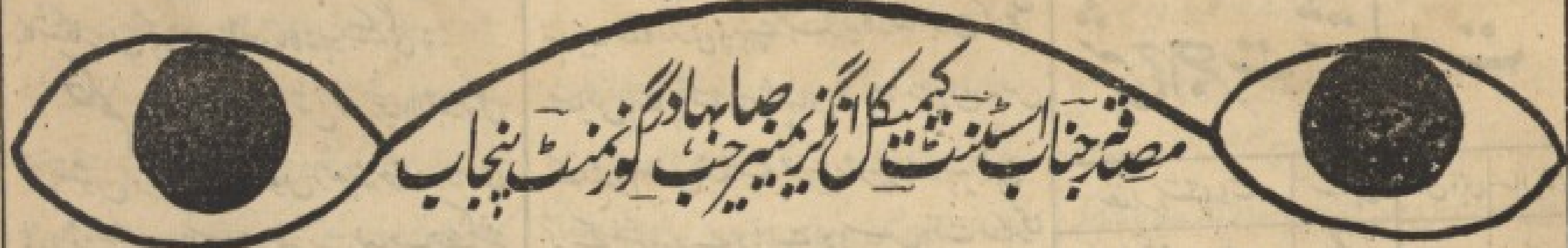
۱۳　　　　ئے

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے ینگ میموریل کے متعلق بائبل کا امتحان ۔ اس امتحان میں ۲۲ برس کی عمر کے اندر کے طلبار داخل ہو سکتے ہیں تمام پاس شدہ طلبار کو مبلغ ایک سو پچاس روپے انعام اور خوب صورت سرٹیفکیٹ دیئے جائینگے ۔ مضامین اور دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنے کے لئے (جو ۱۹۰۶ء کی جولائی میں منعقد ہوگا) ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو ؛

پادری ایم ۔ ای ۔ وگرم پشاور

میرے کا سرمہ

پانچہزار روپیہ انعام — پانچہزار روپیہ انعام



معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ روپیہ میرے کا سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ معمری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ **المشتہر** پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ؛

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا بہت جانا - دھند پھولا ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا آنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم - ڈی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر ؛

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسمات اوتم دیوی بعمر ۲۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور بال جھڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں شدت سے سوزش کا تھا اسکی بینائی میں بہت فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں ڈال سکتی تھی اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں - صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

۳ - میں نے میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر بیج سل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری - سرجن گورنر جنرل ہند ؛

۴ - میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

پانچہزار روپے انعام اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو کہ فہرست بالا میں ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کیلئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے ؛

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و مینجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم - دائلی کے اہتمام سے چھپا ۵۵۲